Date:

بسم سبحانہ وتعالیٰ

مسئلہ نمبر ۱ ......

علی کیبل نیٹ ورک کا کاروبار کرتا ہے یعنی گھر گھر کیبل کی تاریں لگاتا ہے اور ماہانہ فیس ان گھر والوں سے وصول کرتا ہے علی کو جو اس کاروبار سے آمدنی حاصل ہو رہی ہے کیا شرعاً وہ جائز ہے؟ کیونکہ علی کا کہنا ہے کہ کیبل پر دینی پروگرام بھی آتے ہیں۔ اگر ناجائز ہے تو پھر اس آمدنی کا جو اب تک حاصل کر چکا ہے اس کا کیا کرے کیا صدقہ کرے یا اس آمدنی سے کوئی دوسرا حلال کاروبار شروع کر سکتا ہے؟

مسئلہ نمبر ۲ ......

انٹرنیٹ کیفے INTERNET CAFY کا کاروبار اختیار کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ اس میں آنے والے Customer گاہک اخلاقی، غیر اخلاقی دونوں طرح کی ویب سائٹ کو study کرتے ہیں اور جو انٹرنیٹ کیفے کی بدولت ہی حاصل ہوا۔

مسئلہ نمبر ۳ ......

حجام یعنی نائی کا کاروبار اختیار کرنے والے کی آمدنی کا شرعاً حکم کیا ہے کیونکہ نائی حضرات داڑھی بھی کاٹتے ہیں جو کہ کبیرہ گناہ ہے اور نائی حضرات اس کبیرہ گناہ میں نہ صرف حصہ دار بنتے ہیں بلکہ اس پر رقم بھی وصول کرتے ہیں؟

دار الافتاء
نمبر ۴۴/۱۳۲

السائل
کاشف محمود
ساکن میرپور خاص

(جواب ... ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

(۱)۔۔۔اگر کیبل نیٹ ورک سے آپکی مراد ٹی۔وی کے لئے فراہم کی جانے والی سروس ہے تو اس سے متعلق عرض یہ ہے کہ کیبل میں فی نفسہ کوئی قباحت نہیں کیونکہ یہ ایک سروس فراہم کرنا ہے کہ جس کا جائز استعمال بھی ہے اور ناجائز بھی، لہٰذا اس کے شرعی حکم کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ:

(الف) اگر کیبل سروس فراہم کرنے والے کو اس بات کا یقین یا غالب گمان ہو کہ کیبل کی سہولت حاصل کرنے والا اس کو جائز کاموں میں استعمال کرے گا یا یہ بات معلوم نہ ہو کہ کیبل کی سہولت حاصل کرنے والا اس کو جائز کاموں میں استعمال کرے گا یا ناجائز کاموں میں، تو اس صورت میں کیبل سروس فراہم کرنا جائز ہے اور اس کی آمدنی بھی جائز ہے۔

(ب) اور اگر سروس فراہم کرنے والے کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ کیبل کی سہولت حاصل کرنے والا اس کو ناجائز کاموں اور فواحش و منکرات میں استعمال کرے گا یا اس نیت سے کیبل سروس فراہم کی جائے تاکہ اس کے ذریعے لوگ ناجائز اور فحش پروگرام دیکھیں یا عقد کے وقت جانبین میں سے کسی ایک کی طرف سے اس بات کی تصریح آجائے کہ کیبل کو ناجائز اور فحش پروگرام دیکھنے میں استعمال کیا جائے گا تو ان تینوں صورتوں میں کیبل سروس فراہم کرنا ناجائز ہے اور اس سے حاصل ہونے والا نفع بھی مکروہ ہے، جسے صدقہ کر دیا جائے اور آئندہ اس سے اجتناب کیا جائے۔ (مأخذہٗ: جواھر الفقہ: ۲/۴۵۱ تا ۴۵۳، تبویب بتصرف: ۷/۴۹۷)

(۱) في تفصيل الكلام في مسئلة الاعانة علي الحرام: (۲/۴۵۳)

ان الاعانة على المعصية حرام مطلقا بنص القرآن اعنی قوله تعالیٰ "ولا تعاونوا على الاثم والعدوان" وقوله تعالیٰ "فلن اكون ظهيرا للمجرمين"، ولكن الاعانة حقيقة هي ما قامت المعصية بعين فعل المعين ولا يتحقق الا بنية الاعانة او التصريح بها او تعينها في استعمال هذا الشيء بحيث لا يحتمل غير المعصية وما لم تقم المعصية بعينه لم يكن من الاعانة حقيقة بل من التسبّب ومن اطلق عليه لفظ الاعانة فقد تجوّز لكونه صورة اعانة كما مرّ من السير الكبير۔۔۔وان لم يكن محركا وداعيا بل موصلا محضا وهو مع ذلك سبب قريب بحيث لا يحتاج في اقامة المعصية به الي احداث صنعة من الفاعل كبيع السلاح من اهل الفتنة وبيع العصير ممن يتخذه خمرا وبيع الامرد ممن يعصي به واجارة البيت ممن يبيع فيه الخمر أو يتخذها كنيسة أو بيت نار وامثالها فكله مكروه تحريما ان يعلم به البائع والآجر من دون تصريح به باللسان فانه ان لم يعلم كان معذورا وان علم وصرح كان داخلا في الاعانة المحرمة۔

Scanned by CamScanner

(۲) بدائع الصنائع - (۱۹۰/٤)

ومن استأجر حمالا يحمل له الخمر فله الأجر في قول أبي حنيفة وعند أبي يوسف ومحمد لا أجر له كذا ذكر في الأصل وذكر في الجامع الصغير أنه يطيب له الأجر في قول أبي حنيفة وعندهما يكره لهما أن هذه إجارة على المعصية لأن حمل الخمر معصية لكونه إعانة على المعصية وقد قال الله عز وجل {ولا تعاونوا على الإثم والعدوان} ولهذا لعن الله تعالى عشرة منهم حاملها والمحمول إليه

ولأبی حنيفة أن نفس الحمل ليس بمعصية بدليل أن حملها للإراقة والتخليل مباح وكذا ليس بسبب للمعصية وهو الشرب لأن ذلک يحصل بفعل فاعل مختار وليس الحمل من ضرورات الشرب فكانت سببا محضا فلا حكم له كعصر العنب وقطفه والحديث محمول على الحمل بنية الشرب وبه نقول إن ذلک معصية ويكره أكل أجرته۔

(۳) المحيط البرهاني للإمام برهان الدين ابن مازة - (۸۳/۸)

وفي «العيون»: لو استأجر رجلا ينحت له أصناما أو يزخرف له بيتا بتماثيل والأصباغ من رب البيت فلا أجر؛ لأن فعله معصية، وكذلک لو استأجر نائحة أو مغنية فلا أجر لها؛ لأن فعلها معصية.

وفي «فتاوى أهل سمرقند»: إذا استأجر رجلا ينحت له طنبورا أو بربطا ففعل يطيب له الأجر إلا أنه يأثم في الإعانة على المعصية، وإنما وجب الأجر في هذه المسألة ولم يجب في نحت الصنم؛ لأن جهة المعصية ثمة متعينة؛ لأن الصنم لا ينحت إلا للمعصية أما في نحت الطبل والطنبور جهة المعصية ليست بمتعينة؛ لأنها كما للمعصية تصلح لغير المعصية بأن يجعل وعاء للأشياء.

ولو استأجر الذمي مسلما ليبني له بيعة أو كنيسة جاز ويطيب له الأجر۔

(۲)۔۔۔انٹرنیٹ کا استعمال جائز اور ناجائز دونوں طرح کے کاموں میں ہو سکتا ہے اور شریعت کا اصول ہے کہ جو چیز جائز و ناجائز دونوں طرح کے کاموں میں استعمال ہو سکتی ہو اس کی خرید و فروخت اور اسے کرایہ پر دینا جائز ہے، اس لئے اس کی خرید و فروخت یا کچھ وقتِ متعین کیلئے کرایہ متعین کر کے اسے کرایہ پر دینا جیسے کہ انٹرنیٹ کیفے میں ہوتا ہے جائز ہے، اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی حلال ہے، البتہ انٹرنیٹ سروس مہیا کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ صرف جائز پروگراموں کی سہولت فراہم کرے اور اگر عملاً ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو سروس فراہم کرتے وقت گاہک کو تاکید کرے کہ وہ اسے ناجائز کاموں میں استعمال نہ کرے، اسکے بعد اگر استعمال کرنے والا اسے ناجائز کاموں میں استعمال کرتا ہے تو اس کا گناہ اسے ہی ہوگا سروس فراہم کرنے والے کو نہیں ہوگا۔ (ماخذہ تبویب: ۲۱/۴۲۳)

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

(۳)۔۔۔نائی کی آمدنی سے متعلق یہ تفصیل ہے کہ اگر نائی شیو بناتا ہو یا ڈاڑھی ایک مشت سے کم کرتا ہو تو ان دونوں کاموں کی اجرت ناجائز ہے، لیکن ان دو کاموں کے علاوہ نائی جو دیگر خدمات انجام دیتا ہے مثلاً بال کاٹنا، سر مونڈنا، خط بنانا وغیرہ تو ان کاموں کی اجرت جائز ہے۔(ماخذہ تبویب: ۵۲/۴۹۴)

البحر الرائق۔(۴۳/۸)

(ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي) لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد فلا يجب عليه الأجر من غير أن يستحق عليه لأن المبادلة لا تكون إلا عند الاستحقاق وإن أعطاه الأجر وقبضه لا يحل له ويجب عليه رده على صاحبه۔

الفتاوى الهندية۔(٤٤٩/٤)

ولا تجوز الإجارة على شيء من الغناء والنوح والمزامير والطبل وشيء من اللهو وعلى هذا الحداء وقراءة الشعر وغيره ولا أجر في ذلک وهذا كله قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمهم الله تعالى۔

فی اعلاء السنن: (١٦٦/١٦)

فأما استئجار الحجام لغير الحجامة كالفصد وحلق الشعر وتقصيره والختان وقطع شئ من الجسد للحاجة اليه فجائز۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد جاوید

محمد جاوید حسن غفر اللہ لہٗ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

یکم محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

۸ نومبر ۲۰۱۰ء

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ
۲/۱/۱۴۳۲ھ

مفتی
دار العلوم کراچی

الجواب صحیح
شاہ محمد تفضل علی
۲/۱/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح
۲/۱/۳۲ھ

دار الافتاء
فتوی نمبر ۶۶/۱۳۲۰
مورخہ ۵/۱/۳۲
۱۰/۱۲/۱۲
جامعہ دار العلوم کراچی

Scanned by CamScanner